

7726 - مسلمانوں کے لئے اور کعبہ اور بیت المقدس کے لئے

کعبہ اور بیت المقدس کے لئے اور کعبہ اور بیت المقدس کے لئے اور کعبہ اور بیت المقدس کے لئے

بیت المقدس کے لئے اور کعبہ اور بیت المقدس کے لئے اور کعبہ اور بیت المقدس کے لئے

سوال

میں مسلمان ہونے کے ناطے مسلسل یہ سنتا رہا ہوں کہ قدس شہر ہمارے لیے بہت ہی اہم ہے لیکن اس کا سبب کیا ہے؟

مجھے اس کا تو علم ہے کہ نبی اللہ یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ اسی شہر میں بنائی، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں سب انبیاء کی نمازیں امامت کرائی جو کہ سب انبیاء کی رسالت اور وحی الہی کی وحدت پر دلیل ہے۔

تو کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا سبب پایا جاتا ہے جو اس شہر کی اہمیت واضح کرے، یا کہ اس سبب سے کہ ہم یہودیوں کے ساتھ معاملات نہ کریں؟

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس شہر میں ہم سے زیادہ حصہ یہودیوں کا ہے۔

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

بیت المقدس کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ بیت المقدس کے فضائل بہت زیادہ ہیں جس کے بارہ میں آیات و احادیث بہت ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے مبارک قرار دیا ہے: فرمان باری تعالیٰ ہے:

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں (الاسراء 1)۔

اور قدس ہی وہ شہر اور علاقہ ہے جو مسجد کے اردگرد ہے تو اس لحاظ سے وہ بابرکت ہوا ۔

اسی علاقہ کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے مقدس کا وصف دیا ، فرمان باری تعالیٰ ہے :

اے میری قوم اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے المائدة (21) ۔

اس سرزمین میں مسجد اقصیٰ پائی جاتی ہے جہاں ایک نماز اڑھائی صد (250) نمازوں کے برابر ہے ۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا مسجد نبوی افضل ہے یا کہ بیت المقدس ؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : میری مسجد میں وہاں (بیت المقدس) کی چار نمازوں سے افضل اور وہ نمازی بھی بہت ہی اچھا ہے ، ایک وقت آئے گا کہ کس آدمی کے پاس اس کے گھوڑے کی رسی جتنی زمین کا ٹکڑا ہوگا جہاں سے اسے بیت المقدس نظر آئے گا ، تو یہ اس کے لیے ساری دنیا سے بہتر ہوگی ۔ مستدرک الحاکم (4 / 509) امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور امام ذہبی اور علامہ البانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس میں ان کی موافقت کی ہے دیکھیں سلسلۃ احادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (2902) ۔

مسجد نبوی میں ایک نماز ہزار نماز کے برابر ہے تو اس طرح مسجد اقصیٰ میں ایک نماز اڑھائی سو (250) نماز کے برابر ہوئی ۔

مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پانچ سو نماز کے برابر والی لوگوں میں مشہور حدیث ضعیف ہے ۔ دیکھیں تمام المنۃ للشیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ ص (292) ۔

اور وہ ایسی پاکیزہ سرزمین ہے جہاں پرکانا دجال بھی داخل نہیں ہو سکتا، جیسا کہ حدیث میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(وہ دجال حرم اور بیت المقدس کے علاوہ باقی ساری زمین میں گھومے گا) مسند احمد حدیث نمبر (19665) ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے (2 / 327) صحیح ابن حبان (7 / 102) ۔

عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اسی علاقے کے قریب قتل کریں گے جیسا کہ حدیث نبوی میں فرمان نبوی ہے :

نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد میں قتل کریں گے) صحیح مسلم حدیث نمبر (2937) ۔

لد بیت المقدس کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ۔

۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کومعراج کے لیے مسجد حرام سے مسجد اقصی لیجایا گیا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کچھ اس طرح فرمایا ہے :

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کورات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا الاسراء (1)

۔ یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے :

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی --- صحیح بخاری حدیث نمبر (41) صحیح مسلم حدیث نمبر (525) ۔

۔ معروف و معلوم ہے کہ وہ جگہ محبط وحی اور انبیاء کرام کا وطن ہے ۔

۔ بیت المقدس ان مساجد میں سے ہے جن کی طرف سفر کرنا جائز ہے :

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا ، مسجد حرام ، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ، اور مسجد اقصی) صحیح بخاری حدیث نمبر (1132)

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کی ہے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (827) ۔

ایک لمبی حدیث میں جسے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسجد میں سب انبیاء علیہم السلام کی ایک نماز میں امامت کرائی ، حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں :

(فحانت الصلاة فاممتهم) نماز کا وقت آیا تو میں نے ان کی امامت کرائی صحیح مسلم حدیث نمبر (172) ۔

تو اس لیے ان تین مساجد کے علاوہ زمین کے کسی بھی علاقہ کی طرف عبادت کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں ہے ۔

دوم :

یعقوب علیہ السلام کا مسجد اقصیٰ کے تعمیر کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب یہودی مسلمانوں سے مسجد اقصیٰ کے زیادہ حق دار ہیں حالانکہ یعقوب علیہ السلام موحد اور توحید پر تھے اور یہودی مشرک ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے

کہ یہودی مشرک اس میں کچھ بھی حق رکھیں -

اس کا معنی یہ نہیں کہ ان کے باپ یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ بنائی تو اب یہ ان کی ہوگئی ، بلکہ انہوں نے تو ان کے لیے یہ مسجد اس لیے بنائی کہ اس میں موحد اور اہل توحید نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اگرچہ وہ ان کی اولاد کے علاوہ کوئی اور ہی کیوں نہ ہوں ، اور مشرکوں کو اس سے دور کیا جائے چاہے وہ ان کے اولاد میں سے کیوں نہ ہوں -

اس لیے کہ انبیاء کی دعوت نسلی نہیں بلکہ تقویٰ پر مشتمل ہوتی ہے -

سوم :

اور آپ کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاء کی نما زمین امامت کرائی یہ وحدت الہی اور وحدت رسالت کی پختہ دلیل ہے -

تو یہ بالکل صحیح ہے اس لیے کہ سب انبیاء کا دین اور عقیدہ ایک ہی ہے کیونکہ ان سب کے دین کا منبع اور مصدر ایک وحی ہے جس سے سب انبیاء نے اپنی دینی تشنگی دور کی -

اور ان کا عقیدہ بھی ایک ہی عقیدہ توحید ہے جو کہ اس کی طرف دعوت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک اور صرف وہ ہی عبادت کے لائق ہے ، اگرچہ انبیاء کی شریعتوں میں تفاسیل کے اعتبار سے اختلاف ہے ، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

(میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا دنیا اور آخرت میں زیادہ حق دار ہوں ، اور سب انبیاء علانی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف اور دین ایک ہی ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (3259) صحیح مسلم حدیث نمبر (2365) -

علانی بھائی کا معنی یہ جن کا باپ ایک ہو اور ماں اور ہواسے علانی بھائی کہا جاتا ہے -

اور ہم یہاں آپ کو یہ کہیں گے کہ آپ ایسا اعتقاد رکھنے سے باز رہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمان اب ایک ہی مصدر پر ہیں کیونکہ یہ غلط اور غیر صحیح ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں تحریف کر ڈالی جس میں یہ تھا کہ وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی اتباع کریں اور ان کے ساتھ کفر نہ کریں ، تو اب آپ دیکھیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ کفر کرتے اور ایمان نہیں لاتے ، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں -

چہارم :

قدس میں یہودیوں کا کچھ حصہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ زمین دوچہوں سے مسلمانوں کی بن چکی ہے اگرچہ پہلے وہاں پر یہودی رہتے رہے ہیں :

- 1 - اس لیے کہ یہودیوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور بنی اسرائیل کے مومنوں کے دین پر جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی و اتباع کیا اور ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کی یہودی ان کے دین پر واپس نہیں آئے اور اس پر عمل نہیں کیا -
 - 2 - ہم مسلمان ان سے اس جگہ کا زیادہ حق رکھتے ہیں ، اس لیے زمین پہلے رہائش اختیار کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ زمین کا مالک تو وہی بنتا ہے جو اس میں حدود اللہ کا نفاذ کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو چلائے ، وہ اس لیے کہ زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی اور انسانوں کو اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ اس زمین پر رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا دین اور شریعت و حکم نافذ اور قائم کریں -
- اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

یقیناً زمین اللہ تعالیٰ کی ہی ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنا دے اور آخر کامیابی انہیں کو ہوتی ہے جو متقی ہیں الاعراف (128) -

تو اسی لیے اگر کوئی عرب قوم بھی وہاں آجائے جو کہ دین اسلام پر نہ ہوں اور وہاں کفر کا نفاذ کریں تو ان سے بھی جہاد و قتال کیا جائے گا حتیٰ کہ وہاں اسلام کا حکم نافذ ہو یا پھر وہ قتل ہو جائیں -

اور یہ معاملہ کوئی نسلی اور معاشرتی نہیں بلکہ یہ تو توحید و اسلام کا معاملہ ہے -

فائدے کے لیے ہم چند ایک مقالہ نگاروں کی کلام نقل کرتے ہیں :

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ فلسطین میں سب سے پہلے بودوباش اور سکونت اختیار کرنے والے کنعانی تھے ، جنہوں نے چھ ہزار سال قبل میلاد وہاں رہائش اختیار کی جو کہ ایک عرب قبیلہ تھا اور جزیرہ عربیہ سے فلسطین میں آیا اور ان کے آنے کے بعد ان کے نام سے اسے فلسطین کا نام دیا گیا - دیکھیں کتاب : الصیہونیۃ نشأتها تنظیماتھا ، انشتطھا - تالیف : احمد العوضی ص (7) -

اور یہودی تو یہاں پر ابراہیم علیہ السلام کے آنے کے بھی تقریباً چھ سو سال آئے ہیں یعنی اس کا معنی یہ ہوا کہ یہودی یہاں پر پہلی مرتبہ چودہ سو سال قبل میلاد آئیں ، تو اس طرح کنعانی یہودیوں سے چار ہزار پانچ سو سال پہلے فلسطین میں داخل ہوئے اور اسے اپنا وطن بنایا دیکھیں اوپر والی ہی کتاب صفحہ نمبر (8) -

تو اس طرح یہ تاخی طور پر بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کا نہ تو اب کوئی حق ہے اور نہ ہی اس پہلے کوئی حق تھا ، اور نہ تو کوئی شرعی اور دینی حق ہے اور نہ ہی قدیم رہائشی اور مالک ہونے کے اعتبار سے ہی کوئی حق

ہے ، بلکہ یہ لوگ غاصب اور ظالم ہیں ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں وہ ان نجس اور پلید یہودیوں سے جلد از جلد بیت المقدس کو پاک کرے اور انہیں وہاں سے نکالے اور اس میں دیرنہ کرے بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر قادر ہے اور وہ دعا کو قبول کرنے والا ہے ، والحمد لله رب العالمین ۔

والله اعلم .